مولانا شہاب الدین ندوی
(بنگلور انڈیا)

سورج کی موت اور قیامت

قرآن، حدیث اور سائنس کی نظر میں

(آخری قسط)

قرآن اور کائنات کی مطابقت

اوپر سورۂ شوریٰ کی حسب ذیل آیت پیش کی گئی تھی: الله الذی انزل الکتاب بالحق والمیزان ۰ وما یدریک لعل الساعة قریب: "اللہ وہی ہے جس نے کتاب اور میزان دونوں کو حقانیت (حکمت و مطابقت) کے ساتھ اتارا ہے اور تجھے کیا معلوم کہ شاید قیامت قریب ہی ہو۔ (شوریٰ : ۱۷)

اس موقع پر 'حق' کا جو لفظ استعمال کیا گیا ہے وہ اس کائنات اور کتاب الہی کے سات مطابقت پر دلالت کر رہا ہے۔ چنانچہ امام راغبؒ نے تحریر کیا ہے کہ لفظ 'حق' کے اصل معنی 'مطابقت' کے ہیں۔ (اصل الحق المطابقة والموافقه) اور اس کا استعمال چار طرح سے ہوتا ہے جن میں سے ایک صورت یہ کہ کوئی ایجاد کردہ چیز حکمت کی مقتضی ہو۔ اسی بنا پر اللہ تعالیٰ کے فعل کو تمام تر حق کہا جاتا ہے۔ (۵۷)۔

اس اعتبار سے مقصود یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن اور کائنات دونوں کو حکمت اور ایک دوسرے کی مطابقت کے طور پر نازل کیا ہے۔ اور اسکے بعد قیامت کے قریب ہونے کا تذکرہ کیا ہے۔ اسکا صاف مطلب یہ ہوا کہ ان دونوں کے تقابل سے نہ صرف وقوع قیامت بلکہ اس کے قریب ہونے کے دلائل بھی منقح ہو کر سامنے آجاتے ہیں، جن میں کسی قسم کا اشتباہ نہیں رہتا۔ یہی وہ راز خدائی ہے۔ جس کی بنا پر ان دونوں کو ایک دوسرے کا مصدق و مئوید بنایا گیا ہے۔

اصول دین کا اثبات

خلاصہ یہ کہ قرآن اور کائنات کی مطابقت سے تمام اصول دین (دینی عقائد) کا اثبات عین الیقین اور حق الیقین کے طور پر ہو جاتا ہے۔ لہذا قرآن عظیم کو اصول دین کے اثبات کی غرض سے نظام کائنات کے مطابق بنایا گیا ہے، نہ کہ اسے اکتشافات جدیدہ کا "خبر نامہ" بنا دینا جیسا کہ بعض لوگوں کا خیال خام ہے۔

بہر حال ان مباحث سے بخوبی ثابت ہو گیا کہ مطالعہ ء کائنات کے باعث خدا کا وجود بھی ثابت ہوتا ہے اور یوم آخرت کا اثبات بھی۔ اور اس کے ساتھ ہی کتاب الہی اور رسالت کی حقانیت اور دیگر تمام عقائد کا ابھی اثبات ہوتا ہے اور یہ سب کچھ علمی و عقلی اور سائنٹیفک دلائل کی روشنی میں واضح ہوتا ہے جنکے ملاحظے کے بعد اصول دین کی حقانیت میں کسی قسم کا شک و شبہ نہیں رہ جاتا بلکہ ان دلائل کے ملاحظے سے ایمان میں "پختگی" پیدا ہوتی ہے اور یقین کی کیفیت بڑھ جاتی ہے جو کہ اصل مقصود ہے۔ اسی لئے ارشاد باری ہے: خلق الله السماوات والارض بالحق ان فى ذالك لاية للمومنين "اللہ نے آسمانوں اور زمین کو حقانیت (حکمت و مطابقت کیساتھ پیدا کیا ہے۔ ان مظاہر میں اہل ایمان کیلئے ایک بڑی نشانی موجود ہے۔ (عنکبوت : ۴۴)

قرآن اور کائنات کے اسرار سربستہ

قرآن حکیم ایک حیثیت سے نہایت درجہ آسان ہے جس سے ہر عالم اور عامی بخوبی استفادہ کر سکتا ہے مگر دوسری حیثیت سے وہ انتہائی مشکل اور غامض بھی ہے، جس سے صرف اخص الخواص ہی مستفید ہو سکتے ہیں۔ کیونکہ وہ تمام علمی حقائق کا احاطہ کئے ہوئے ہے۔ اور یہ حقائق قرآن کے "سطحی مطالعے سے واضح نہیں ہو سکتے بلکہ اسکے لئے علوم و فنون کی گہرائیوں میں غوطہ زنی کرنی پڑتی ہے۔ اسی وجہ سے فرمایا گیا ہے: كتاب انزلنا اليك مبارك ليدبروا آياته وليتذكر او لو الالباب: "یہ مبارک کتاب ہم نے آپ کے پاس (اس لئے) بھیجی ہے' تاکہ (اہل علم) اسکی آیات میں غور کریں اور پختہ عقل والے (اس کے انوکھے مضامین کے ملاحظے سے) متنبہ ہو سکیں۔ (ص: ۲۹)

اور حسب ذیل آیات کے ملاحظے سے ظاہر ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ زمین اور آسمانوں کے

تمام رازوں سے بخوبی آگاہ ہے جو مظاہر کائنات کے نظاموں میں پوشیدہ ہیں اور یہ راز ہائے فطرت قرآن اور کائنات کی مطابقت سے دو اور دو چار کی طرح بغیر کسی تاویل کے سامنے آتے ہیں۔ اسی بنا پر قرآنی آیات کیساتھ ساتھ مظاہر کائنات اور ان کے نظاموں میں غور و خوض کر کے خداوند قدوس کے ان تخلیقی رازوں کو منظر عام پر لاکر نوع انسانی کی ہدایت و رہنمائی کا فریضہ انجام دینے کی دعوت دی گئی ہے۔

قل انزله الذی یعلم السرفی السماوات والارض "کہہ دو کہ اس قرآن کو اس نے اتارا ہے جو زمین اور اجرام سماوی کے (تمام) بھیدوں کو جانتا ہے" (فرقان : ۶)

وما من غائبة فی السماء والارض الا فی کتاب مبین : "آسمان اور زمین میں ایسی کوئی پوشیدہ چیز (راز سربستہ) نہیں ہے جو (اس) کتاب روشن میں نہ ہو"۔ (نمل : ۷۵)

اولیس الله باعلم بما فی صدور العالمین : "کیا اللہ کائنات کے سینے میں موجود (بھیدوں) کا جاننے والا نہیں ہے ؟" (عنکبوت : ۱۰) الا یسجدو ا لله الذی یخرج الخب فی السماوات والارض: "کیا یہ لوگ اللہ کی بارگاہ میں سجدہ ریز نہ ہونگے جو زمین اور آسمانوں میں موجود پوشیدہ چیزوں کو ظاہر کردیتا ہے ؟" (نمل : ۲۵)

دیکھئے ان چاروں آیتوں میں ایک ہی حقیقت مختلف پیرایوں میں بیان کی گئی ہے اور الفاظ بھی بدل بدل کر لائے گئے ہیں۔ چنانچہ 'سر' 'غائبة' اور 'خبء' تقریباً ہم معنی الفاظ ہیں۔ پہلی آیت میں بتایا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ زمین و آسمانوں یا کائنات میں موجود تمام اسرار سربستہ کا جاننے والا ہے۔ دوسری آیت میں خبر دی گئی ہے کہ یہ تمام رازہائے سربستہ کتاب حکمت میں موجود ہیں۔ ان دونوں آیتوں کو ملانے سے یہ مفہوم نکلتا ہے کہ اللہ تعالیٰ چونکہ نظام فطرت کے تمام رازوں سے باخبر ہے، اس لئے اس نے ان بھیدوں کو اپنی کتاب میں درج کردیا ہے۔ چنانچہ تیسری آیت کے مطابق جو سوالیہ انداز میں ہے، نوع انسانی سے پوچھا جارہا ہے۔ کہ کیا اللہ تعالیٰ کائناتی بھیدوں سے ناواقف ہے ؟ ظاہر ہے کہ یہ بات اسی وقت درست ہوسکتی ہے جب کہ قرآن اور تحقیقات جدیدہ کی مطابقت ظاہر ہوجائے۔ ورنہ یہ مفہوم صادق نہ آسکے گا۔ ظاہر ہے کہ قرآن عظیم ایک حکیمانہ کلام

ہے اور اسکی تمام آیات ایک دوسرے کی شرح و تفسیر کرنے والی ہیں ورنہ وہ ایک معمہ اور چیستان بن کر رہ جائیگا اسی وجہ سے اس کلام حکمت میں غور و خوض کرنے کی تائید کی گئی ہے۔ غرض ان آیات میں یہ انکشاف کیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے ابدی منصوبے کی رو سے اس کائنات میں موجود تخلیقی رازوں کو وقتاً فوقتاً ظاہر کرتا رہے گا تاکہ نوع انسانی کو اپنے وجود کی خبر دیتے ہوئے اسے اس بات پر آمادہ کر سکے کہ وہ اسے ایک خدائے برتر تسلیم کر کے اپنی عاقبت درست کر لے۔ یہ ہے قرآن اور کائنات کی مطابقت کا اصل الاصول اور مقصد المقاصد جو عنداللہ مطلوب ہے۔ لہذا اس سلسلے میں قرآن اور کائنات یا قرآن اور سائنس کے بارے میں دینی طبقوں کے درمیان جو غلط فہمیاں موجود ہیں وہ دور ہو جانی چاہئیں۔ کیونکہ یہ پوری کائنات خداوند عزوجل کی پیدا کی ہوئی ہے' اور قرآن عظیم بھی اس کا نازل کردہ ہے لہذا ان دونوں میں تعارض و تضاد کس طرح ہو سکتا ہے؟ اسی طرح جو لوگ قرآن عظیم کو کلام الٰہی ماننے کے بجائے اسے ایک گھڑا ہوا صحیفہ قرار دیتے ہیں انکی غلط فہمی بھی دور ہو جانی چاہیے۔ کیونکہ یہ کلام برتر ایسے گہرے حقائق و معارف پر مشتمل ہے جنکی صداقت و سچائی کی گواہی جدید سائنس اور اسکی تحقیقات دے رہی ہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کی عجیب و غریب منصوبہ بندی ہے تاکہ خود انسانی تحقیقات کے ذریعہ عصر جدید پر اللہ تعالیٰ کی حجت پوری ہو جائے۔ تاکہ جسے مرنا ہو وہ دلیل دیکھ کر مر جائے۔

غرض قرآن عظیم ہر اعتبار سے حقائق و معارف سے بھرپور ایک لاثانی صحیفہ حکمت ہے جو عصر جدید میں اپنا علمی اعجاز دکھا رہا ہے۔ اور اسکی تجلیوں سے علم و حکمت کے تاریک گوشے منور ہو رہے ہیں اور نئے نئے جہانوں کی سیر ہو رہی ہے۔ یہ عظیم صحیفہ سارے جہاں کیلئے تذکرہ و تنبیہ بن کر سوئے ہوئے انسانوں کو جگا رہا ہے۔ اور اپنے ابدی حقائق کے جلوے دکھا کر پوری نوع انسانی کو متنبہ کر رہا ہے۔ چنانچہ اسکا ایک ایک لفظ علم و حکمت سے بھرپور اور حقائق و معارف سے لبریز ہے جسکی کوئی دوسری مثال نہیں ملتی۔ چنانچہ حسب ذیل آیات کریمہ مذکورۂ بالا تمام دعووں کے عین مطابق ہیں: تبارك الذی نزل الفرقان علی عبده لیکون للعالمین نذیرا: "بڑا ہی بابرکت ہے وہ جس نے اپنے بندے پر فرقان (حق و باطل میں تمیز کرنے والی کتاب) نازل کی، تاکہ

وہ سارے جہاں کو متنبہ کر سکے۔ (فرقان :۱)

ان ھوالا ذکر للعالمین ، ولتعلمن نباہ بعد حین۔ "یہ قرآن سارے جہاں کیلئے ایک تذکرہ ہے۔ اور تم کچھ عرصے کے بعد اسکی سچائی کی خبر ضرور جان لو گے۔" (ص : ۸۷۔۸۸)۔ چنانچہ قرآن اور کائنات کے یہ پوشیدہ اسرار و رموز و معارف آج مسلسل و لگا تار ہمارے سامنے آرہے ہیں۔ جن سے ہمارا ایمان تازہ ہو جاتا ہے۔

حدیث بھی نشان رسالت

اس موقع پر ایک فلسفیانہ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ریگزار عرب کے ایک امی شخص کو ان عظیم ترین علمی حقائق تک رسائی کس طرح ہوئی ، جن کے اکتشافات پر دنیا کے قابل ترین سائنس دانوں کو اپنی عمریں کھپانی اور صدیاں لگانی پڑیں ؟ کیونکہ سورج کے بارے میں یہ تمام اکتشافات بیسویں صدی میں ظہور پذیر ہو سکے ہیں۔ یہ ایک ایسا سوال ہے جس کا کوئی بھی جواب اس عظیم ترین حقیقت کو تسلیم کئے بغیر ممکن نہیں ہو سکتا کہ پیغمبر آخر زماں حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ اللہ تعالیٰ کی طرف سے بھیجے ہوئے سچے نبی تھے۔ ورنہ ظاہر ہے کہ تقریباً ڈیڑھ ہزار سال پہلے ایک امی شخص تو کجا "اہل علم" کی ایک پوری ٹیم مل کر بھی اس قسم کی صحیح پیش گوئی ہرگز نہیں کر سکتی تھی جس کی حقیقت موجودہ دور میں ظاہر ہو رہی ہے۔ ظاہر ہے کہ اس قسم کی دوسری کوئی بھی مثال ہمارے سامنے موجود نہیں ہے۔ اس قسم کے حقائق کا ظہور ڈیڑھ ہزار سال تو بہت دور کی بات ہے پچھلی صدی تک میں بھی اس بات کا کوئی تصور تک کسی کے ذہن وخیال میں نہیں آسکا تھا۔ کہ سورج ایک نہ ایک دن اپنی "فطری موت" مر جائے گا۔ اس اعتبار سے قرآن تو قرآن خود حدیث نبوی بھی "نشانِ رسالت" کی حیثیت رکھتی ہے جس پر عصر جدید کے بعض لوگ "بے اعتباری" ظاہر کرتے ہیں۔ اگر اس موضوع پر تحقیقی نقطۂ نظر سے کام کر کے ذخیرہ حدیث میں جو حقائق مختلف علوم وفنون کے بارے میں مذکور ہیں انہیں منظر عام پر لایا جائے تو علمی دنیا حدیث نبوی کے اعجاز کا بھی اسی طرح نظارہ کریگی۔ جس طرح آج قرآن عظیم کے علمی اعجاز کا نظارہ کر رہی ہے۔ لہذا علماء کی ایک ٹیم کو اس کار عظیم میں جٹ جانا چاہیے۔ یہ وقت کی پکار ہے۔

اس موقع پر یہ حقیقت بھی ملاحظہ ہو کہ قرآن اور حدیث میں جو تفصیلات اس سلسلے میں مرقوم ہیں ان دونوں میں کوئی تعارض یا تصادم بالکل نہیں ہے۔ جو اس بات کا ایک اور ناقابل تردید ثبوت ہے کہ یہ دونوں ایک ہی سرچشمے سے صادر شدہ ہیں۔ ورنہ ان دونوں میں اس قدر زبردست مطابقت ہرگز نہ پائی جاتی۔ اور پھر یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ یہ دونوں مصادر ایک دوسری کی شرح و تفصیل بھی کر رہے ہیں۔ ان حقائق کے ملاحظے سے ان دونوں کا اعجاز یکساں طور پر ثابت ہوتا ہے اور یہ بات پائے ثبوت کو پہنچ جاتی ہے کہ پیغمبر امی ﷺ اللہ کے سچے اور برگزیدہ نبی تھے۔ اور آپ نے جو کچھ بھی ارشاد فرمایا وہ وحی الٰہی کی بنیاد ہی پر تھا۔ لہذا حدیث نبوی کا یہ اعجاز موجودہ دور کیلئے "نشان نبوت" قرار پاتا ہے۔ چنانچہ خود ایک حدیث میں وحی الٰہی کے اس اعجاز پر اس طرح روشنی ڈالی گئی ہے: مامن الانبیاء من نبی الا قد امتی من الایات مامثله امن علیه البشر۔ وانماکان الذی اوتیت وحیا اوحی الله الی۔(۵۸) "ہر نبی کو کوئی معجزہ دیا گیا تھا جس پر لوگ ایمان لائے۔ مگر مجھے جو معجزہ دیا گیا ہے وہ اللہ کی وحی ہے جو مجھے عنایت کی گئی ہے۔"

چنانچہ آج قرآن کیساتھ ساتھ خود حدیث نبوی کا معجزہ ہونا عقلی و سائنٹفک نقطۂ نظر سے اس طرح ثابت ہو رہا ہے کہ لوگوں کو ان دونوں کے وحی ہونے میں کسی بھی قسم کا شبہ باقی نہیں رہ جاتا۔ ظاہر ہے کہ یہ ایک زندہ معجزہ ہے اور اس سے بڑا معجزہ اور کیا ہو سکتا ہے؟

وما ینطق عن الھوی ان ھوالا وحی یوحی: "وہ اپنی نفسانی خواہش کے مطابق کچھ نہیں، بلکہ وہ تو وحی ہے جو اس پر آتی ہے۔ (نجم: ۳۔۴)

الغرض ان دونوں مصادر کی صدق و سچائی کے ملاحظے سے یہ حقیقت بھی بخوبی ثابت ہو جاتی ہے کہ "علم" صرف وہی نہیں ہے جو محسوسات و معقولات کے ذریعہ حاصل ہوتا ہو جیسا کہ مادہ پرستوں کا ادعا ہے بلکہ علم وہ بھی ہے جو "وحی الٰہی" کے ذریعہ حاصل ہوتا ہے لیکن پھر بھی ایک حیثیت سے "علم محسوسات" میں غلطی کا امکان رہتا ہے جبکہ وحی الٰہی یا علم الٰہی میں اسکا امکان نہیں ہو سکتا۔ چنانچہ چودہ سو سال پہلے لسان نبوت سے جو کچھ صادر ہوا تھا وہ آج پتھر کی ایک لکیر کی طرح اپنی جگہ اٹل ہے جب کہ نظام فطرت سے متعلق قدیم افکار و فلسفوں کی دنیا ہی بدل گئی

ہے اور اس حقیقت عظمیٰ کو وہی جھٹلا سکتا ہے جو معاند ہو اور کسی بھی علمی حقیقت کو ماننے کیلئے تیار نہ ہو۔

آج وحی الٰہی اور علم الٰہی کی صداقت و حقانیت کا ایمان افروز نظارہ رات کے اندھیرے میں نہیں بلکہ دن کے "اجالے" میں ہو رہا ہے۔ اور جدید سائنس اپنی تمام تحقیقات اور اپنے لاؤ لشکر سمیت اسلامی عقائد و تعلیمات کی لگاتار اور پیہم تصدیق و تائید کیا کر رہی ہے گویا کہ اسلامی عقائد و تعلیمات کو "سلام" کر رہی ہے۔ اسلام کی صدق و سچائی کا اس سے بڑا عقلی ثبوت اور کیا چاہیے ؟

فھل من مدّکر ؟

(حواشی)

(۱) المفردات فی غریب القرآن' راغب اصفہانی، مطبوعہ بیروت۔

(۲) معجم الفاظ القرآن الکریم' ۱/ ۶۲۲ الھیئۃ المصریۃ، ۱۹۷۰۔

(۳) دیکھئے آکسفورڈ السٹریٹڈ انسائیکلوپیڈیا' ۸/ ۵۴ آکسفورڈ یونیورسٹی پریس نیویارک' ۱۹۹۳۔

(۴) Helium (۵) اسی بناء پر قرآن حکیم میں سورج کو چراغ (سراج) سے تشبیہ دی گئی ہے۔

(۶) White Dwarf (۷) The Birth and Death of the Sun.

(۸) Gamow, George, The Birth and the Death of the Sun, The New American Liberay, New York, 1956, P.140

(۹) یعنی جس طرح ایک شعلہ بجھنے سے پہلے بھڑک اٹھتا ہے اسی طرح سورج بھی ٹھنڈا ہونے سے پہلے پھیل کر ایک دیوہیکل "سرخ شعلے" کی صورت اختیار کرلے گا۔

(۱۰) Encyclopeadia Britannica, 1983, Vol. 17, P.808

(۱۱) Nove واحد Nova۔

(۱۲) Oxfor Illustrated Encyclopaedia, Vol.8 The Universe, P.110, New York, 1993.

(۱۳) Gamow, George, The Birth and The Death of The Sun, P.159

(۱۴) Milky Way

(۱۵) Big Bang Theory

(۱۶) جامع ترمذی کتاب تفسیر القرآن ۵/ ۳۴۳ مطبوعہ بیروت، مستدرک حاکم ۴/ ۵۷۶ مطبوعات بیروت، نیز بقول امام سیوطی اس حدیث کو امام احمد اور ابن منذر نے بھی روایت کیا ہے، دیکھئے تفسیر در منثور: ۸/ ۴۲۶ مطبوعہ دار الفکر بیروت، ۱۹۹۳ء۔

(۱۷) دیکھئے مستدرک حاکم ۴/ ۷۵۔۷۷۵ء مطبوعہ بیروت۔

(۱۸) طبرانی، منقول از کنذل العمال ۱/ ۱۷۹ موستہ الرسالۃ بیروت ۱۹۸۹ء۔

(۱۹) ابن عساکر، منقول از کنذ العمال ۱/ ۱۹۷۔

(۲۰) الاتقان فی علوم القرآن از جلال الدین سیوطی ۲/ ۱۲۰ مصر ۱۹۷۸ء

(۲۱) ایضاً۔ نیز ملاحظہ ہو کنذ العمال ۱/ ۱۹۵ موستہ الرسالۃ بیروت ۱۹۸۹ء۔

(۲۲) جامع البیان فی تفسیر القران (تفسیر ابن جریر) طبری ۳۰/ ۴۱ دار المعرفۃ بیروت ۱۹۸۰ء۔

(۲۳) صحیح بخاری باب صفۃ الشمس والقمر ۴/ ۷۵ مطبوعہ استنبول ۱۹۸۱ء

(۲۴) تفسیر القرآن العظیم (تفسیر ابن کثیر) ۴/ ۴۷۵ مطبوعہ قاہرۃ، تفسیر الدر المنثور ۸/ ۴۲۶۔ دار الفکر بیروت ۱۹۹۳ء۔

(۲۵) تفسیر کبیر: ۳۱/ ۶۷ دار الفکر بیروت ۱۹۹۴ء نیز ملاحظہ ہو تفسیر کشاف ۴/ ۲۲۱ مطبوعہ تہران، تفسیر بیضاوی ۵/ ۴۵۶ بیروت ۱۹۹۶ء۔

(۲۶) دیکھئے لسان العرب ۵/ ۱۵۶ دار صادر بیروت، تاج العروس من جواہر القاموس ۷/ ۴۶۱ طبع جدید دار الفکر بیروت ۱۹۹۴ء۔

(۲۷) صحیح بخاری ۴/ ۷۵

(۲۸) مسند ابو داؤد طیالسی، ص ۲۸۱ دار المعرفۃ بیروت نیز دیکھئے جامع الاحادیث علامہ جلال الدین سیوطی ۲/ ۷۲۳ دار الفکر بیروت ۱۴۱۴ھ۔

(۲۹) ابن مردویہ، منقول از کنذ العمال ۶/ ۱۵۳ مطبوعہ موسسہ الرسالۃ بیروت۔

(۳۰) فیض القدیر شرح جامع صغیر ۴/ ۷۷ المکتبۃ التجاریۃ مکۃ المکرمۃ۔

(۳۱) ملاحظہ ہو: النہایۃ فی غریب الحدیث ابن اثیر ۳/ ۱۷۲ المکتبۃ الاسلامیۃ۔

(۳۲) جیسا کہ ارشاد باری ہے : کل یجری لا جل مسمی۔ ہر ایک مقررہ وقت تک دوڑ تا رہے گا۔ اور دوسری جگہ ارشاد ہے کل فی فلك یسبحون : ہر ایک اپنے مدار میں تیر رہا ہے۔(انبیاء ٬۳۳)

(۳۳) دیکھئے النھایۃ فی غریب الحدیث ٬۳/ ۲۷۵۔

(۳۴) دیکھئے فتح الباری حافظ ابن حجر ٬۶/ ۳۰۰ ٬مطبوعہ دارالافتاء ریاض۔

(۳۵) ایضاً

(۳۶) سنن دارمی ٬۱/ ۵۰ ٬دارالفکر بیروت ٬۱۴۱۴ھ۔

(۳۷) پراسرار کائنات از جیمز جینس ٬ص ۳۸ ٬ مطبوعہ کراچی اس سلسلے میں مزید تفصیل کیلئے دیکھئے راقم سطور کی کتاب "قرآن اور نظام فطرت" مطبوعہ فرقانیہ اکیڈمی بنگلور۔

(۳۸) صحیح مسلم ٬کتاب فضائل الصحابۃ ٬۴/ ۱۹۶۱ء مطبوعہ دارالافتاء ریاض۔

(۳۹) بخاری کتاب الکسوف ٬۲/ ۲۴ ٬مطبوعہ استنبول ٬مسلم کتاب الکسوف ٬۲/ ۶۱۸۔

(۴۰) دیکھئے جارج گیمو کی کتاب "دی برتھ اینڈ دی ڈیتھ آف دی سن" ص ۱۵۹۔

(۴۱) بخاری کتاب الکسوف ۲/ ۲۴ (۴۲) ایضاً ص ۲/ ۲۴۔۲۵

(۴۳) بخاری ۲/ ۲۶ (۴۴) بخاری ۲/ ۲۵ ٬ مسلم ۲/ ۶۱۹

(۴۵) النھایۃ فی غریب الحدیث ابن اثیر ٬۳/ ۴۴۴ ٬المکتبہ الاسلامیۃ۔ (۴۶) Red Giant

(۴۷) White Dwarf (۴۸) دیکھئے تفسیر ابن جریر ۲۷/ ۶۹ ٬ دارالمعرفۃ بیروت تفسیر درمنشور جلال الدین سیوطی ٬ ۷/ ۶۹۲ ٬ دارالفکر بیروت ٬ ۱۴۱۴ھ زادالمسیر فی علم التفسیر ٬ابن جوزی ۸/ ۱۰۷ ٬المکتب الاسلامی دمشق ۱۳۸۷ھ۔

(۴۹) تفسیر کشاف ٬۴/ ۴۳ ٬انتشارات آفتاب تہران۔ (۵۰) تفسیر ابن جریر ۲۷/ ۶۹۔

(۵۱) تفسیر قرطبی ٬ ۱۷/ ۱۵۴ (۵۲) زادالمسیر فی علم التفسیر ابن جوزی ۸/ ۱۰۷۔

(۵۳) تفسیر قرطبی ٬ ۱۷/ ۱۵۴۔

(۵۴) تفسیر بیضاوی ۵/ ۲۷۳ ٬ملاحظہ ہو تفسیر ابو السعود ۸/ ۱۷۷ ٬داراحیاء التراث العربی بیروت۔

(۵۵) دیکھئے زادالمسیر فی علم التفسیر (تفسیر ابن الجوزی)۸/ ۱۰۷۔

(۵۶) تفسیر ابن کثیر ٬۴/ ۲۷۰ مکتبہ دارالتراث قاہرۃ

(۵۷) دیکھئے المفردات فی غریب القرآن ٬ص ۱۲۴

(۵۸) صحیح مسلم : ۱/ ۱۳۴ ٬ مطبوعہ ریاض نیز ملاحظہ ہو مسند احمد ۲/ ۳۴۱ ٬بیروت